ڈیجیٹل ایڈیشن

صحیح تاریخ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

جشنِ میلاد؛ یومِ وفات پر

ایک تحقیق ؛ ایک جائزہ

تحریر:

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشران:

مکتبہ کتاب وسُنّت

ریحان چیمہ و ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

ڈیجیٹل ایڈیشن

صحیح تاریخِ ولادت مصطفیٰ ﷺ

جشنِ میلاد، یومِ وفات پر؟

ایک تحقیق، ایک جائزہ

تحریر:

ابو عدنان منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر، (السعودیہ)

ناشر:

مکتبہ کتاب و سُنّت، ریحان چیمہ وڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

حقوقِ اشاعت بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : صحیح تاریخِ ولادت مصطفیٰ ﷺ

جشنِ میلاد؛ یومِ وفات پر؟

ایک تحقیق ، ایک جائزہ

تالیف : شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

کمپوزنگ : ابومصباح شاہد ستّار

طبع چہارم : ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء

تعداد : ۲۰۰۰

قیمت : روپے۔

ناشر : مکتبہ کتاب وسُنّت / توحید پبلیکیشنز

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

۱- توحید پبلیکیشنز:

رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، فون:۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳

ایس آر کے گارڈن، بنگلور۔۵۶۰ ۰۴۱۔

۲- چار مینار بک سنٹر:

چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰ ۰۵۱۔

۳- مکتبہ السنّہ:

محمد نجیب بقالی، فون:۸۰۹۷۴۴۴۴۴۸۔

بھنڈی بازار، ممبئی ۴۰۰ ۰۰۳۔

1- Tawheed Publications:
Contact: Mr. M.R. Khan,
Phone: 9900446193
S.R.K. Garden, Bangaluru - 560 041

2- Charminar Book Center:
Charminar Road, Shivaji Nagar,
Bangaluru – 560 051.

3- Maktaba As-Sunnah:
Mohammed Najeeb Baqqali,
Phone: 8097444448
Bhendi Bazar, Mumbai – 400 003.

Contact: tawheed_pbs@hotmail.com :رابطہ

Khanmr1977@gmail.com

محترم قارئین کرام!

یہ کتاب ایک بہت اہم موضوع پر ہے جس کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنا محاسبہ کر سکے اور اپنی آخرت کو سنوار سکے۔

میں نے اس کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ضروری جانا کہ اسے مزید دیدہ زیب بنایا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، جمع وترتیب، تحقیق وتخریج اور تمام معاونین حضرات کو اس کا بہترین اجرِ خیر عطا فرمائے اور اسے ان سب کے لئے بطورِ ثوابِ جاریہ قبول فرمائے۔ آمین

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس کوشش میں کامیابی عطا فرمائے اور مجھے اور تمام امت کو دینِ حق کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العرش العظیم

زبیر سورتی

ڈیجیٹل ایڈیشن کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لیے واٹس اپ نمبر پر رابطہ کریں:⇦ (+91) 9082458729

فہرستِ مضامین

نگاہِ اوّلین ۳
ظہورِ قُدسی یا نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت ۵
عید میلاد کے نام پر کی جانے والی یہ خوشیاں ولادت پر ہیں یا وفات پر؟ ۸
مروّجہ میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کتاب وسنّت کی روشنی میں ۱۳
صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی نظر میں ۱۷
قائلینِ عید میلاد النبی ﷺ کے دلائل اور اُن کا جائزہ ۲۲
۱ اعتراض: ۲۳
۱ جواب: ۲۳
۲ اعتراض: ۲۴
۲ جواب: ۲۵
۳ اعتراض: ۲۶
۳ جواب: ۲۶
۴ اعتراض: ۲۷
۴ جواب: ۲۷
۵ اعتراض: ۲۸
۵ جواب: ۲۸
۶ اعتراض: ۳۰
۶ جواب: ۳۰

⑦ اعتراض: ۳۱
⑦ جواب: ۳۱
⑧ اعتراض: ۳۳
⑧ جواب: ۳۳
کتابیات ۳۶
مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں ۳۸
مطبوعہ کتب: ۳۸
مسوّدات: ۴۲

نگاہِ اوّلین

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ:

ہر سال ماہ ربیع الاوّل کی آمد پر اسلامیانِ برِصغیر میں ایک بحث چھڑ جاتی ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ پر جشن وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسری قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کس تاریخ کو ہوئی؟

زیرِ نظر کتابچہ میں انہی دونوں سوالوں کا مدلّل جواب دیا گیا ہے، دراصل تو یہ ہماری چند ریڈیائی تقاریر ہیں جو ریڈیو متحدہ عرب امارات، اُم القیوین کی اردو سروس سے کئی مرتبہ نشر ہوئیں، اوریہی موضوع ہماری کتاب ”سیرۃ امام الانبیاء“ اور ”قبولیتِ عمل کی شرائط“ میں شائع ہو چکا ہے۔ اور متعدد جماعتی پرچوں میں بھی قسط وار شائع ہوا ہے۔ اب ہم اسے الگ مستقل رسالے کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے، اس توفیق پر شکر گزار ہیں، اور دعاء گو ہیں کہ اسے شرفِ قبول سے نوازے، اور پھر اپنے احباب میں سے حافظ ارشاد الحق صاحب (فاضل، مدینہ یونیورسٹی، مقیم الذید، شارجہ) کے بھی ممنون ہیں کہ انھوں نے تقاریر کے اسکرپٹس کو مسلسل تحریر کی شکل میں منتقل کر دیا۔

اور اس کی طباعت واشاعت میں تعاون کرنے والے تمام احباب خصوصاً جناب رحمت اللہ خان صاحب (ایڈووکیٹ)، اور جناب شاہد ستّار صاحب کے بھی تہہ دل سے احسان مند ہیں۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

سعودی عرب، الخبر
شب دوشنبہ
۲/۵/۱۴۲۲ھ
۲۳/۷/۲۰۰۱ء

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر و داعیہ متعاون
مراکزِ دعوت وارشاد، الخبر، الدمام، الظہران

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ظہورِ قُدسی یا نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد ارض و سماء کے روحانی تعلق اور رشتہ ٔوحی کو منقطع ہوئے کم و بیش چھ سو سال گزر چکے تھے۔ پوری دنیا بالعموم اور ملک و قومِ عرب بالخصوص کچھ اس طرح کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی انحطاط سے دوچار تھی کہ پورا عالمِ انسانیت ہی گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھر چکا تھا۔ انسان کا ضمیر مرجھا چکا تھا۔ تاریکیوں نے ہر پہلو سے بنی آدم کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور روشنی کی کوئی کرن دور دور تک نظر نہیں آتی تھی۔

خالقِ کائنات، مالکِ ارض و سماء کو اپنی اس مخلوقِ انسانی کے حال پر ترس آ گیا۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اس نے بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کے لئے اولادِ ابراہیم خلیل اور نسلِ اسماعیل ذبیح علیہما السلام سے نبی آخر الزّمان رحمۃً لّلعالمین ﷺ کو پیدا فرمایا۔

آپ ﷺ کی ولادت کے اُس یومِ سعید کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

”چمنستانِ دَہر میں بارہا رُوح پرور بہاریں آچکی ہیں۔ چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ لیکن آج (یعنی ۹/ربیع الاوّل) کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیرِ کہن سال دَہر نے کروڑوں برس صَرف کر دیئے۔ سیّارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخِ کُہن مدّت ہائے دراز سے اسی صبحِ جان نواز کے لیے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضاء وقدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدّت طرازیاں، ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں، اَبر و باد کی تردستیاں، عالمِ قُدس کے انفاسِ پاک، توحیدِ ابراہیم، جمالِ یوسف، معجز طرازیٔ موسیٰ، جان نوازیٔ مسیح (علیہما السلام) سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں قدر، شاہِ کونین (ﷺ) کے دربار میں کام آئیں گے“۔

آج کی صبح وہی صبحِ جان نواز، وہی ساعتِ ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال ہے۔ اربابِ سِیَر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں:

”آج کی رات ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا“۔[۱]

آگے علّامہ شبلی لکھتے ہیں: ”لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم اور اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتشِ فارس نہیں بلکہ جحیمِ شر، آتشکدۂ کفر، آذر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی۔ بُت کدے خاک میں مِل گئے۔ شیرازۂ مجوسیّت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اُٹھا۔ چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی۔ آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاقِ انسانی کا آئینہ پرتوِ قُدس سے چمک اُٹھا۔ (یعنی) یتیمِ عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم، شاہِ کونین، عالمِ قُدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرمائے عزّت و اجلال ہوئے“۔[۲]

اور یہ تحقیق ہم آگے پیش کر رہے ہیں کہ ہیئت دانوں، مؤرخوں اور سیرت نگاروں نے صحیح ترین تاریخِ ولادت ۹/ ربیع الاوّل سنہ ۱ عام الفیل[۳] ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء بروزِ پیر کو ہی صحیح قرار دیا ہے۔

---

[۱] یہ ارہاصاتِ نبوّت دلائل النبوّۃ میں امام بیہقی نے اور طبقات (۱/ ٦۳) میں ابنِ سعد وغیرہ نے ذکر کئے ہیں۔ مگر علامہ محمد الغزالی نے اپنی کتاب ”فقه السيرة“ میں ان تعبیرات کو غلط قرار دیا ہے۔[فقه السيرة بتخريج الألباني، ص:٦١، طبع مصر]

[۲] سیرت النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، علّامہ شبلی: ۱/ ۱۷۰ تا ۱۷۱۔

[۳] ترمذی شریف میں قیس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بن مخرمہ کے الفاظ ہیں ”وُلِدْتُ أَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ“۔ اسی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے قباث رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بن اشیم سے پوچھا: أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ ”تم بڑے ہو یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم؟“ تو انہوں نے کمالِ ادب سے جواب دیا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّيْ وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيْلَادِ ”مجھ سے بڑے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی ہیں البتہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے پیدا ہوا تھا“۔[ترمذی مع تحفۃ الأحوذی: ۱۰/ ۸۸ تا ۸۹، حدیث ۳٦۹۸، طبع مدنی]

آپ ﷺ کی ولادت کے بعد سیّدہ آمنہ نے آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کو پیغامِ مسرّت بھیجا۔ وہ خوشی خوشی گھر آئے، اپنے عنفوانِ شباب میں داغِ مفارقت دے جانے والے بیٹے کی نشانی کو گود میں لیا اور خانہ کعبہ میں لے گئے۔ وہاں دُعاء مانگی اور واپس لائے۔ اور دادا نے ہی اپنے اس دُرِّ یتیم کا نام محمّد رکھا۔

اور سیرت ابن ہشام (۱/۱۵۹۔۱۶۰) میں لکھا ہے:

آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا حسبِ دستور ختنہ کیا، اور ساتویں دن ہی آپ ﷺ کا نام بھی رکھا۔[۴]

اور یہ بات جو عام مشہور ہے کہ نبی ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے، اس کے بارے میں علاّمہ ابن قیّم رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

وہ حدیث صحیح نہیں، بلکہ ابن الجوزی نے اسے موضوعات (من گھڑت روایات) میں بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں۔ اور یہ کوئی خاصۂ رسول بھی نہیں، کیونکہ کتنے ہی اور لوگ بھی مختون پیدا ہو چکے ہیں۔[۵]

ایسے ہی اور بھی بہت سے اُمور مثلاً حملِ آمنہ، شبِ ولادتِ رسول ﷺ میں ارہاصات وخوارق کتبِ تاریخ وسیرت میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے کچھ غلو کا نتیجہ ہیں تو کچھ رواۃ کے تساہلِ قبول کا۔ کچھ روایات ضعیف ہیں اور کئی موضوع ہیں۔ اسی لئے ہم نے اِن میں سے کچھ صَرفِ نظر کر رہے ہیں، کیونکہ جب صحاح وحسان میں کفایت ہے تو ضعاف و موضوعات کی کیا حاجت؟

---

[۴] تفصیل کے لئے دیکھئے: زاد المعاد، ۱/۸۱ تا ۸۲ بہ تحقیق الارناؤط، طبع قطر۔

[۵] فقہ السیرۃ غزالی، ص:۶۱۔

عید میلاد کے نام پر کی جانے والی یہ خوشیاں ولادت پر ہیں یا وفات پر؟

ماہ ربیع الاوّل میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن منایا جاتا ہے، جبکہ عید میلاد النبی منانے یا نہ منانے کے مسئلے سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کب ہوئی؟ اور آپ ﷺ نے کس دن وفات پائی؟ تاکہ کہیں غلطی سے آپ ﷺ کی وفات پر خوشیاں منانے کا نادانستہ جرم نہ کرتے رہیں۔

اس سلسلے میں یہ بات تو تمام مؤرخین اور سیرت نگاروں میں متفق علیہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا دن پیر ہے۔ اور اصحابِ تاریخ و سیر پر ہی بس نہیں، خود نبی ﷺ کی ایک صحیح حدیث مسلم شریف میں موجود ہے:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصارِيّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ، فَقَالَ: «فِيهِ وُلِدْتُ، وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ».

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے“۔ [صحیح مسلم:۱۱۶۲]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَ اسْتُنْبِئَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَ تُوَفِّيَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَ خَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ يَوْمَ

الْإِثْنَيْنِ وَ رَفَعَ الْحَجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ.[٦]

”نبی اکرم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، اور پیر کے دن نبوّت کا اعلان کیا، اور پیر کے دن ہی وفات پائی، اور پیر کے دن نبی اکرم ﷺ مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے، اور پیر کے دن مدینہ منوّرہ پہنچے، اور پیر کے دن حجرِ اسود کو اٹھایا“۔

رہا معاملہ تاریخِ ولادت کا، تو اس کے بارے میں خود آپ ﷺ سے تو کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ سیرت ابن اسحاق کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ جس سال کہ ہاتھی والے ابرہہ اور اس کے لشکر نے بیت اللہ شریف پر حملہ کیا، اور غضبِ الٰہی کا شکار ہوئے تھے۔[٧]

اور امام سہیلیؒ نے نقل کیا ہے:

”ہاتھی ماہِ محرّم میں مکّہ آیا تھا۔ اور آپ ﷺ اس واقعہ کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے تھے“۔ جبکہ ان امام سہیلیؒ اور محمد بن اسحاقؒ کے بقول جمہور اہلِ علم کا مسلک یہی ہے۔[٨]

مشہور مفسر اور مورّخِ کبیر حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ جمہور اہلِ علم کا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ ماہِ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے لیکن یہ کہ آپ ﷺ اس ماہ

---

[٦] قال الهيثمي في مجمع الزوائد رواه أحمد والطبراني في الكبير وزاد فيه: فَتَحَ بَدْرًا يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ وفيه ابن لهيعه وهو ضعيف (أى لانه عنعن وبقية رجاله ثقات من أهل الصحيح) انظر: الفتح الربّاني للعلّامه أحمد عبدالرحمٰن البناء: ١٨٩/٢٠.

[٧] وہ روایت یوں ہے: عن قيس بن مخرم ..... قال: وُلِدْتُ أَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ فَنَحْنُ لِدَانٌ وُلِدْنَا مَوْلِدًا وَاحِدًا. [ابن اسحاق به سند جيّد كذا قاله البناء في الفتح الربّانى ١٩٠/٢٠] ”قیس بن مخرم بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی سال عام الفیل میں پیدا ہوئے“۔

[٨] الفتح الربّاني للبناء: ٢٠/١٩٠۔

کے اوّل، آخر، وسط یا کس تاریخ کو پیدا ہوئے؟ اس کے بارے میں مؤرّخین اور سیرت نگاروں کے بکثرت اقوال نقل کئے ہیں، کسی نے دو ربیع الاوّل کہا ہے، کسی نے آٹھ، کسی نے دس، کسی نے بارہ، کسی نے سترہ، اور کسی نے اٹھارہ، اور بعض نے بائیس ربیع الاوّل کہا ہے۔ اور ان سب میں سے راجح قول دو ہیں:

ایک بارہ ربیع الاوّل کا، اور دوسرا آٹھ ربیع الاوّل کا۔

اور صاحب البدایہ نے آٹھ ہی کو راجح قرار دیا ہے۔ جو امام حمیدی نے ابن حزم سے نقل کیا ہے، اور کئی دیگر آئمہ نے اسی کی تائید کی ہے۔[۹]

امام طبریؒ اور امام ابن خلدونؒ نے بارہ ربیع الاوّل کو اختیار کیا ہے۔[۱۰]

اور امام ابن الجوزیؒ نے الوفا باحوال المصطفٰے (۱/۱۵۴ طبع الریاض) میں دس ربیع الاوّل کو اوّلیت دی ہے۔

جبکہ ماضی قریب کے دو عظیم سیرت نگاروں میں سے علّامہ قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃٌ لِلعالمین میں، اور علّامہ شبلی نے سیرت النبی میں ۹/ربیع الاوّل بمطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کو ازروئے تحقیق جدید صحیح ترین تاریخِ ولادت قرار دیا ہے۔[۱۱]

اسی تاریخ کو محمد طلعت عرب نے "تاریخ دول العرب" میں صحیح قرار دیا ہے۔[۱۲]

اور مصر کے معروف ماہرِ فلکیات اور معروف ہیئت دان محمود پاشا فلکی نے اپنی کتاب "التقویم العربی قبل الاسلام و تاریخ میلاد الرسول وہجرتہ" میں دلائلِ ریاضی کی رو سے متعدد زائچے بنا کر

---

[۹] البدایۃ والنہایۃ، امام ابن کثیر: ۲/۲۵۹ تا ۲۶۲۔
[۱۰] بحوالہ رحمۃٌ للعالمین، علامہ قاضی سید سلیمان منصور پوری: ۱/۴۰ حاشیہ۔
[۱۱] شبلی: ۱/۱۷۱، قاضی: ۱/۴۰۔
[۱۲] بحواله قاضي: ٤٠/١ حاشيه و ٣٦٧/٢ ايضًا و انظر: محمد "القدوة الكاملة، ص: ٧، طبع وزارة العدل والشؤون الإسلامية دبئ.

ثابت کیا ہے کہ:

عام الفیل ماہِ ربیع الاوّل میں یوم الاثنین کی صحت کے پیشِ نظر اور فرزندِ رسول ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے یومِ وفات پر سورج گرہن لگنے کے حساب کو مدِّ نظر رکھا جائے تو آپ ﷺ کی ولادت کی صحیح تاریخ ۹/ ربیع الاوّل ہی آتی ہے، جبکہ شمسی عیسوی تقدیم کے حساب سے آپ ﷺ کی ولادت کا وقت ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء بروزِ پیر کی صبح بنتا ہے۔[۱۳]

محمود فلکی نے جو استدلال کیا ہے وہ کئی صفحوں میں آیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) صحیح بخاری میں ہے کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ (آنحضرت ﷺ کے صغیر السن صاحبزادے) کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا۔ اور یہ ۱۰/ ہجری تھا اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر کا تریسٹھواں (۶۳) سال تھا۔

(۲) ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰/ ہجری کا گرہن ۷/ جنوری ۶۳۲ء کو آٹھ بج کر تیس منٹ پر لگا تھا۔

(۳) اسی حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری تریسٹھ برس پیچھے ہٹیں تو آپ ﷺ کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے، جس میں از روئے قوائدِ ہیئت ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ ۱۲/ اپریل ۵۷۱ء کے مطابق تھی۔

(۴) تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے، لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ یعنی پیر کا دِن تھا۔ اور تاریخ آٹھ سے لے کر بارہ تک میں منحصر ہے۔

(۵) ربیع الاوّل مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن صرف نویں تاریخ کو پڑتا ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر تاریخِ ولادت قطعاً ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء تھی، اور ربیع الاوّل کی نو تاریخ۔ اور بارہ ربیع الاوّل کی روایت مشہور تو ہے مگر وہ حساب سے صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ [بحوالہ سیرت النبی ۱/ ۱۷۱۔۱۷۲، طبع قرآن محل، کراچی]

---

[۱۳] حدائق الانوار: ۱/ ۲۹، طبع قطر عن التقویم العربی: ۳۶تا۳۹۔

اس سب تفصیل سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیدائش ١٢؍ربیع الاوّل کو نہیں، بلکہ صحیح تاریخ ٩؍ربیع الاوّل ہے۔ ہاں آپ ﷺ کی وفات ضرور ١٢؍ربیع الاوّل کو ہوئی تھی، جیسا کہ معروف کتبِ تاریخ و سیر سے معلوم ہوتا ہے، جس کی مفصل تحقیق کا یہ موقع نہیں۔ یہاں صرف ہمیں اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ ہمارے بھائی جس تاریخ کو خوشیاں مناتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کا یومِ پیدائش نہیں، بلکہ یومِ وفات ہے۔ اور چند سال پہلے بلکہ آج تک بارہ وفات کے نام سے مشہور ہے۔ تو وفات سرورِ کائنات ﷺ پر خوشیاں؟

ایں چہ بوالعجبی است؟

اللہ تعالیٰ اس پہلو پر توجہ دینے اور سوچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مروّجہ میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
کتاب و سنّت کی روشنی میں

پورے عالم کے مسلمانوں اور بالخصوص اسلامیانِ برِّ صغیر کا ایک طبقہ اس بات کا عادی ہو چکا ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے جشن منائے اور جلوس نکالے۔ اَکل وشرب کی دعوتیں کرے اور قوالیاں سنے جبکہ دوسرا طبقہ اس جشن کو شرعاً ناجائز قرار دیتا ہے۔

اس مختلف فیہ مسئلہ اور ایسے ہی دیگر اختلافی مسائل کے سلسلہ میں قرآنِ پاک نے ہمیں کئی بہترین اصول دیئے ہیں، جن میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ:

١ تنازعات کو اوّل تو سرے سے ہَوا ہی نہ دی جائے، تاکہ اُمّت کی اجتماعی قوّت میں کمزوری نہ پیدا ہو۔ جیسا کہ سورۃ الانفال آیت ۴۶ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑو نہیں، ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی، اور تمہاری ہَوا اُکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“۔

٢ اور دوسرا اصول ہے کہ اگر کبھی کسی معاملہ میں اختلاف ہو ہی جائے تو اس چیز کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عدالت میں لے جاؤ اور وہاں سے جو فیصلہ صادر ہو، اسے قبول کر لو۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت ۵۹ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾

”پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے“۔

③ اور اس سلسلہ میں تیسرا اصول یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ فیصلہ کر دیں تو اسے بلا چوں وچرا قبول کر لینا ہی ایمان کی سلامتی کا ضامن ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت ۶۵ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

”(اے پیغمبر) تیرے پروردگار کی قسم، وہ مؤمن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کروائیں، اور پھر تیرے فیصلے سے ان کے دِلوں میں کچھ اُداسی نہ ہو، بلکہ (خوشی خوشی) مان کر منظور کرلیں“۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے فیصلے کے خلاف دل میں ذرّہ بھر بھی تنگی اور ناپسندیدگی کی جائے تو یہ ایمان کے منافی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهِ». [۱۴]

”تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس میرے لائے ہوئے طریقے (دین) کے تابع نہ ہو“۔

④ جب اللہ اور رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو پھر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے کوئی اور راہ اپنائے، بلکہ اُس فیصلے کو قبول کرنا ہی ہو گا، چنانچہ سورۂ احزاب آیت ۳۶ میں ارشادِ الٰہی ہے:

---

[۱۴] ابنِ کثیر آیت ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ [الأحزاب، الآية: ٣٦]۔

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾

”اور کسی مرد یا عورت کے لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار ہے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمان نہ مانے (اور دوسروں کی رائے پر چلے) تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا“۔[۱۵]

اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودۂ اُصول (اپنے تنازعات کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو) کے پیشِ نظر جب اس جشنِ میلاد جیسے اختلافی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لیے کتابِ الٰہی کو کھولیں، اس کے تیس پاروں یا ایک سو چودہ سورتوں کو اوّل تا آخر پڑھ جائیں۔ آپ کو کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں ملے گی جس سے مروّجہ جشن منانا ثابت ہو۔ لہٰذا عدالتِ الٰہی کا فیصلہ میلاد منانے والوں کے حق میں نہ ہوا، اور جس کام کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا، اسے سرانجام دے کر اجر و ثواب کی توقع رکھنا کارِ عبث ہے۔

اور جب ہم ارشادِ الٰہی کے مطابق دوسرے ثالث یا عدالتِ مصطفٰے ﷺ کا رُخ کرتے ہیں، تو آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ عطرہ کا مطالعہ یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ خود اپنی ولادت کے دن جشن منایا، اور نہ ہی اس بات کا کسی کو حکم فرمایا ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ آپ ﷺ نے شاید غربت و افلاس کی وجہ سے ایسا نہ کیا ہو، بلکہ اگر آپ ﷺ کی مکی زندگی کو محدود معنوں میں قدرے تنگدستی کی زندگی بھی سمجھ لیا جائے تو ہجرتِ مدینہ کے بعد دس سال کے دوران آپ ﷺ دولتِ اسلامیہ کے بانی و حاکم ہو گئے تھے۔ عرب و عجم اور ممالکِ مشرق و مغرب کے تمام خزانے آپ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے تھے۔ مگر اس فارغ البالی کے

---

[۱۵] اس سے معلوم ہوا کہ کسی آیت یا حدیث کے مقابلے میں کسی مجتہد کی رائے پر عمل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ جونہی وہ کوئی آیت یا حدیث ملے، اُسے سر آنکھوں پر رکھیں اور مجتہد کی رائے صد احترام کے باوجود ترک کر دیں۔ کیونکہ اسی میں ایمان کی سلامتی اور گمراہی سے بچاؤ ہے۔

باوجود بھی آپ ﷺ نے تادمِ آخر کسی سال بھی اس قسم کی عید اور جشن نہیں منایا تھا۔ اور جب خود صاحبِ میلاد نے ایسا نہیں کیا، اور نہ ہی کرنے کا حکم دیا، تو ایسے کام کو سرانجام دینا کس طرح نیکی و ثواب ہو سکتا ہے؟

اگر اس کام میں نیکی و ثواب ہوتا یا کوئی بھی دینی یا دنیوی فائدہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضرور اس کا حکم دے دیتے، کیونکہ آپ ﷺ کی شان میں تو خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت ١٢٨ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

"دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تمہیں میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے"۔

ایسے شفیق نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی نیکی سے کیسے محروم رکھ سکتے تھے؟ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے قولاً اور فعلاً دو ہی عیدوں کا پتہ چلتا ہے، جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ اور تیسرے نام کی عید کا تصوّر تک نہیں ملتا۔ البتہ آپ ﷺ نے اپنے بعض ارشادات میں یومِ جمعہ کو عید بلکہ دونوں معروف عیدوں سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

بہر حال موقع ہونے اور کوئی امرِ مانع بھی نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا نہ خود جشن منانا، نہ اس کا حکم دینا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کوئی کارِ خیر نہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی نظر میں

کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مروّجہ جشنِ میلاد النبی کی شرعی حیثیت کے بارے میں واضح ہو گیا کہ یہ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ قولاً اور نہ عملاً۔ سننِ اربعہ میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً (بَلِيغَةً) وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا، قَالَ: «أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَىٰ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ».[۱۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا پُر اثر وعظ فرمایا، جس سے ہمارے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو گویا الوداعی وعظ معلوم ہو رہا ہے، ہمیں وصیت فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمھیں تقویٰ (اللہ کے خوف) اور سمع وطاعت کی تاکید کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی

---

[۱۶] قرطبی: ۷/ ۱۳۸تا۱۳۹ عن الترمذي وابن ماجه، قال ابوبكر جابر الجزائري في رسالته (الانصاف فيما قيل في المولد من الغلو والاجحاف) ص: ۳۲. رواه اصحاب السنن وهو صحيح الإسناد، وانظر ايضًا الترغيب والترهيب للمنذرى، بتحقيق محمد محي الدين ۱/ ۵۸ حيث قال: رواه أبو داؤد والترمذي وابن ماجه وابن حبان.

حبشی غلام امیر بنا دیا جائے۔ پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت بڑے بڑے اختلافات کو دیکھے گا (یعنی اختلافات سے دوچار ہوگا)، پس تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنّت پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ اور (اس سنّت) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو۔ اور دین میں نئی نئی باتیں داخل کرنے سے بچو، اور ہر نئی بات (دین میں داخل کرنا) بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں (لے جانے والی) ہے"۔

اور مسلم شریف میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ. أَمَّا بَعْدُ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ».

بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے تھے: "بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے ایجاد کئے گئے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ [مسلم: ۸۶۷ عن جابر بن عبد اللہ]

اور النسائی کی روایت میں ہے:

«وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ».

"اور ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں (لے جانے والی) ہے"۔ [نسائی: ۱۵۷۹ عن جابر بن عبد اللہ]

نسائی کے علاوہ سنن اربعہ، مسند احمد، ابی یعلی اور طبری کی متقارب الفاظ والی (ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے):

«اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى إِحْدَى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اِثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً». قَالُوْا: مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «مَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلْيَوْمَ) وَأَصْحَابِيْ».[۱۷]

"یہود اکہتّر فرقوں میں اور نصاریٰ بہتّر فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب جہنمی ہوں گے"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نجات وہ لوگ پائیں گے جن کا عمل مجھ جیسا اور میرے صحابہ جیسا ہوگا"۔ اور ایک روایت کے مطابق: "اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آج کے عمل جیسا ہوگا"۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وسنّت کے بعد خلفاءِ راشدین اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کو بھی معتبر اور ذریعۂ نجات قرار دیا ہے۔ اور جب ہم خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ طیّبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بکثرت واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارۂ ابرُو پر اپنا مال و جان قربان کرنے کے لیے بیتاب رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات پر عمل پیرا ہونا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر مر مٹتے تھے۔

لیکن جب ہم اس مروّجہ عید میلاد کو تلاش کرتے ہیں تو ان کی زندگیوں میں اس کا کہیں سراغ تک نہیں ملتا۔ نہ خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، نہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

---

[۱۷] مشکاۃ بتحقیق الالبانی ۱/۶۱، للتفصیل المرعاۃ للعلامہ عبید اللہ رحمانی ۱/۲۶۹ تا ۲۷۹، طبع مکتبۃ اثریۃ، سانگلہ ہل (شیخوپورہ)۔ صحیح ابی داوٗد (۳۸۴۲)، صحیح الترمذی (۲۱۲۸)، ابن ماجہ (۳۹۹۱-۳۹۹۲)، موارد الظمآن۔ ابن حبان (۱۸۳۴)، مستدرک حاکم ۱/۱۲۸، مسند احمد ۲/۳۳۲، صحیح الجامع للالبانی (۱۰۸۲-۱۰۸۳)، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۲۰۳، ۱۴۹۲)۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ، حضرت عبد اللہ ابن عمر اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

کے عہدِ خلافت میں، نہ حضرت عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ کے عہد میں، نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں، اور نہ ہی ایک لاکھ چالیس ہزار سے بھی زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول و عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جو عمل موقع اور گنجائش ہونے اور ممانعت بھی کوئی نہ ہونے کے باوجود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں اور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پہ مَر مٹنے والوں کی نظروں سے پوشیدہ رہا ہو، وہ یقیناً شریعتِ اسلامیہ کا جزء نہیں ہو سکتا۔ یا پھر ہمیں اس بدگمانی کا کھل کر اظہار کر دینا چاہیئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذُ باللہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ تھی، یا کم از کم اتنی نہ تھی جتنی آج کے جشن منانے والوں کو ہے۔

بخاری و مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ہے:

«خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ».[۱۸]

”تمام زمانوں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد والے ہیں، اور پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد والے ہیں“۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے لوگوں میں سے اپنے اور اپنے صحابہ، پھر تابعین، اور اس کے بعد تبع تابعین کے تین زمانوں کو قرونِ خیر قرار دیا ہے، اور اس میلاد النبی کے بارے میں صحابہ و تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی سے کچھ منقول نہیں کہ ان تینوں صدیوں میں ہی کسی نے یہ عیدِ ثالث منائی ہو۔

اور بالآخر چار معروف فقہی مذاہب کے ائمہ مجتہدین حضرت امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کی اجتہادی مساعی اور کتبِ فقہ کا مطالعہ کریں، آپ کو کسی امام صاحب کے یہاں اس عید کا ذکر نہیں ملے گا، اور نہ دیگر فقہاء و محدّثین میں سے کسی نے اس کا حکم دیا ہے۔

---

[۱۸] متفق علیہ، صحیح بخاری: ۳۶۵۰، مشکاۃ ۳/ ۱۶۹۵ بتحقیق الالبانی۔

تو پھر صاحبو! جو چیز خیر سے بھرے ہوئے تین زمانے، بلکہ اسلام کے پہلے چھ سَو پچیس (۶۲۵) برس تک موجود نہ تھی، اُسے جائز وثواب قرار دینا شریعت سازی اور سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔

اور جشنِ میلاد کی حیثیت اس وقت اور بھی خطرناک ہو جاتی ہے جب اس میں راگ رنگ اور گانے بجانے کا عنصر شامل ہو جائے، چاہے اسے قوّالی کہیں یا کوئی بھی نام دے لیں۔ اور جب جلوسوں میں مَردوزن کا اختلاط ہو تو وہاں کیا کیا برائیاں جنم نہ لیں گی۔ اور پھر ذِکر ودُعاء کے اپنے بنائے ہوئے طریقے جن میں کسی کو بدعت کہا جاسکتا ہے تو کئی شرک پر منتج ہوتے ہیں۔ جیسے دُعاء ونِدائے غیر اللہ وغیرہ۔ اسی طرح ان جلسے جلوسوں میں نبئ اکرم ﷺ کی شان میں غُلو کیا جاتا ہے، یہاں تک کے آپ ﷺ کو مقامِ الوہیّت بلکہ اس سے بھی اوپر چڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک جاہلانہ شعر ہے:

اللہ کا پکڑا چھڑائے محمدؐ
محمدؐ کا پکڑا چُھڑا کوئی نہیں سکتا

یہ حد سے زیادہ بڑھانا، اسی غُلو کی ایک مثال ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کو نورِ مجسّم اور عالمِ غیب ثابت کرنا وغیرہ بھی ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

قائلینِ عید میلاد النبی ﷺ کے دلائل اور اُن کا جائزہ

ہم عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت کے بارے میں ذکر کر آئے ہیں کہ اس کا عہدِ رسالت وخلافت اور دورِ صحابہ و تابعین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ ساتویں صدی ہجری (۶۲۵ھ) میں سلطان صلاح الدین ایّوبی کے بہنوئی، اور موصل کے قریبی شہر اَربل کے گورنر ملک مظفر ابوسعید کوکبری نے اسے رواج دیا۔ وہ محفلِ میلاد میں بھانڈ، مراثی، راگ ورنگ اور ناچنے والوں کو جمع کرتا، اور راگ سنتا اور گانا باجا سن کر خود بھی ناچا کرتا تھا۔[۱۹]

اور مؤلف الابداع في مضار الابتداع نے لکھا ہے:

عیسائیوں کے کرسمس کی دیکھا دیکھی میں مصری فاطمیوں نے جشنِ میلاد کو رواج دیا تھا۔[۲۰]

اور قرونِ اولیٰ میں اس کا ثبوت نہ ہونے اور ساتویں صدی میں آکر شروع ہونے کی وجہ سے ہی اہلِ علم نے اسے "بدعت" قرار دیا ہے۔[۲۱]

اس میلاد کے جواز کا فتویٰ سب سے پہلے ملک مظفر کے عہد کے ایک مولوی شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے ایک رسالے "التنویر في مولد البشیر النذیر" میں دیا۔ جس کی تالیف پر اسے ملک مظفر نے ایک ہزار دینار انعام دیا تھا۔[۲۲]

---

[۱۹] البدایہ والنہایہ ۷/۱۳/۱۳۶ تا ۱۳۷، طبع المعارف بیروت۔ الانصاف فیما قیل في المولد من الغلو والجحاف لابی بکر جابر الجزائری، ص:۳۱-۳۴، طبع جمعیة احیاء التراث، کویت۔

[۲۰] بحواله كلمة الحق في الاحتفال بمولد سيد الخلق للشيخ عبدالله آل محمود، ص:۵۰، طبع قطر۔

[۲۱] دیکھئے: مقالہ شیخ ابن باز، مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منوّرہ، ج۵، شمارہ ۴/ مجریہ ۱۹۷۳ء - وفتاویٰ المنار، محمد رشید رضا، علامۂ مصر، ج۵، ص:۲۱۱۱، فتویٰ نمبر ۷۶۵۔

[۲۲] البدایہ والنہایہ: ۷/۱۳/۱۳۷- الانصاف: ۳۴/۳۵۔

اور اس مولوی "ابن دحیہ" کو کبار علماءِ حدیث نے کذّاب، نا قابلِ اعتبار، غیر صحیح النسب، بے تکی اور فضول باتیں کرنے والا قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیلات البدایۃ والنہایۃ (۷/۱۳/۱۳۷) اور لسان المیزان (۴/۲۹۶-۲۹۷) میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایسے اوٹ پٹانگ مولوی کے فتوے کی جو حیثیت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ اور پھر اس کے پیچھے مولویوں کی ایک بھیڑ لگ گئی، اور متأخرین میلادیوں نے اس کے جواز کے جو دلائل دیئے ہیں ان کے ذِکر اور ان پر بحث و تنقید کے لئے تو ایک طویل مقالہ درکار ہے، البتّہ یہاں محض اشاروں میں مختصراً عرض کر رہے ہیں۔ مثلاً:

۱ اعتراض:

کہا جاتا ہے کہ اگر میلاد بدعت ہے تو یہ بدعتِ حسنہ ہے۔ اور اس کی کئی مثالیں سابق میں پائی گئی ہیں۔ جیسا کہ نمازِ تراویح کی جماعت ہے، یہ نبی کریم ﷺ سے تو صرف تین دن باجماعت ثابت ہے۔ پھر عہدِ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا مہینہ جماعت کا اجراء کیا اور باجماعت نماز ادا کرتے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا:

«نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ». "یہ اچھی بدعت ہے"۔

اسی طرح ہی میلاد بھی ہے۔

۱ جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ نمازِ تراویح کو بدعت کہنا درست نہیں، کیونکہ یہ بدعت تب ہوتی جب اس کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ملتا۔ حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ دیگر کتبِ حدیث کے علاوہ خاص صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ تین دن نبیٔ اکرم ﷺ نے باجماعت تراویح پڑھائی، لیکن چوتھے دن تراویح کی جماعت کے لیے آپ ﷺ تشریف نہ لائے جس کا سبب یہ بتایا:

«خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا».

”میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم سے یہ ادا نہ ہو سکے“۔

پھر جب نبیٔ کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تراویح کی فرضیّت کا خدشہ زائل ہو گیا، تو فراستِ فاروق رضی اللہ عنہ نے الگ الگ تراویح پڑھنے کی بجائے اتفاق و اتحاد کی برکت کے پیشِ نظر نبی ﷺ کی سنّت کے مطابق باجماعت ادائیگی کا اجراء فرمایا۔ اور انہوں نے اپنے ارشاد میں بدعت کا جو لفظ استعال فرمایا ہے وہ بھی اپنے متبادر و معروف معنوں میں نہیں ہے، بلکہ یہ مشاکلہ (یعنی شکلاً ملتا جلتا) ہے، جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اس کا اصل معنی نہیں بلکہ کوئی دوسرا معنی مراد ہوتا ہے۔

خود قرآنِ کریم میں اس مشاکلہ کی مثال موجود ہے۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾

”اللہ کا رنگ (دینِ اسلام) اختیار کرو اور اللہ سے اچھا رنگ کس کا ہو گا؟“۔

یہاں صِبغہ سے مراد رنگ یا پاؤڈر نہیں بلکہ اسلام مراد ہے۔

اسی طرح قولِ فاروق رضی اللہ عنہ میں بدعت سے مراد ہے: ”گزشتہ ایّام میں نہ پائی جانے والی چیز کو وجود میں لانا“۔ جبکہ یہ بھی نہیں کہ بالکلیہ سابق میں موجود نہ تھی، بلکہ اس کا اجراء سنّتِ رسول ﷺ ہونے کے پیشِ نظر ہی کیا گیا تھا۔

۲ اعتراض:

دوسری دلیل کے طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآنِ کریم پر اعراب نہیں تھے، وہ حجاج بن یوسف ثقفی نے لگوائے۔ پھر یہ عمل بھی بدعت ہوا۔

۲ جواب:

جبکہ یہ محض مغالطہ اور غلط فہمی ہے۔ ورنہ اعرابِ قرآن "بدعت" کے ضمن میں ہر گز نہیں آتا، بلکہ یہ "مصالح مرسلہ" کے باب سے ہے، یعنی "دینی اُمور میں سے کسی حرج کو رفع کرنے اور کسی ضروری امر کی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کرنا"۔ بات دراصل یہ تھی کہ عہدِ حجاج میں دولتِ اسلامیہ بہت زیادہ پھیل گئی تھی، اور عرب و عجم کا اختلاط اور باہم رشتہ داریاں ہو رہی تھیں، جس کے نتیجہ میں لغتِ عربی میں کمزوری آنے لگی۔ اور "لحن" عام ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ خود حجاج ایک فصیح و بلیغ عرب ہونے کے باوجود قرآنِ کریم کے بعض حروف میں لحن (یعنی قواعد کی خلاف ورزی) کر جاتا تھا۔ اور زیر والے حروف کو زَبر سے یا زَبر والے کو زیر سے پڑھ جاتا تھا۔ اور یحیٰی بن یعمر نے اس پر نکیر بھی کی تھی۔[۲۳]

لٰہذا حفاظتِ تلفّظ کے لئے اعراب ضروری تھا، کیونکہ "جس چیز کے بغیر کوئی واجب ادا نہ کیا جا سکے، وہ بھی واجب ہوتی ہے"۔ لٰہذا اعرابِ قرآن کو قطعاً میلاد کے لئے بطورِ استدلال استعمال نہیں کیا جا سکتا، اور ان مصالح مرسلہ کی کئی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں، مثلاً:

جمع و تدوینِ قرآن، جو کہ عہدِ صدیقی و عثمانی میں عمل میں آئی، وہ بدعت کے قبیل سے ہر گز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حفاظتِ قرآن مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور یہ امورِ کمالیات و تحسینات کے باب سے ہیں۔

جمعہ کی پہلی آذان، مساجد کے منارے، محرابیں، مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بھی اسی قبیلِ مصالح سے ہے۔[۲۴]

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ہی نافذ کر دینا۔ اور صدقات سے مؤلفۃ القلوب کا حصّہ بند کرنا۔ خراج،

---

[۲۳] انظر: البدایہ والنہایہ ۵/۹/۱۲۶۔
[۲۴] تفصیل کیلئے دیکھیں: الانصاف (لابی بکر الجزائری)، ص: ۲۰ تا ۲۶۔

دیوان اور جیلوں کو جاری کرنا۔ اور عامۃ المجاعۃ (بھوک و قحط سالی) میں چوری کی حد (ہاتھ کاٹنے) کو موقوف کرنا وغیرہ سب اپنے اپنے وقت کی اہم ضرورتیں، اور دینی اعتبار سے مفید اور دافعِ ضَرر امور تھے۔ اسی طرح ہی ائمہ مجتہدین کی طرف سے بھی بعض قواعد وضع کیے گئے ہیں جو کہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہیں۔[٢٥]

٣ اعتراض:

جشنِ میلاد کے دلدادگان (یعنی چاہنے والے) یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ حصولِ نعمت پر ذِکر وشکر واجب ہے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ کی ولادت بھی ایک عظیم نعمت ہے، لٰہذا شکرانِ نعمت کے طور پر یہ جشن مناتے اور خوشیاں کرتے ہیں۔

٣ جواب:

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ صحیح ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا وجودِ مسعود ایک نعمتِ عظمٰی ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ شکرانِ نعمت واجب ہے، مگر یہ کہاں لکھاہے کہ ذِکر وشکرِ نعمت کے لئے جلوس نکالنا، جلسے کرنا، بھنگڑے ڈالنا، سبیلیں لگانا اور قوّالیاں سننا ضروری ہے؟ اور کیا صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین، حتیٰ کہ خود صاحبِ میلاد نے ایسے ہی اس نعمت کا شکریہ ادا کیا تھا؟ اگر نہیں، تو پھر ہمیں اس کا حق کس نے دیا؟ اور اگر اسی طرح شکرِ نعمت واجب ہے تب تو پھر کاروبارِ زیست ٹھپ کرنا پڑیں گے، تاکہ ہر روز جلوس وجشن کا اہتمام کیا جا سکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تو شمار ہی مشکل ہے۔

جیسا کہ سورۃ النحل آیت ١٨ اور سورۃ ابراہیم آیت ٣٤ میں خود باری تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

---

[٢٥] تفصیل کے لئے دیکھئے: الاعتصام للشاطبی ١/ ١١٥، وعلم اصول الفقہ للشیخ عبد الوہاب خلاف، ص: ٨٥، ارشاد العقول في بدعۃ الاحتفال بمولد الرسول للشیخ عبد الحمید عبد المحسن، رکن مرکز دعوت وارشاد، دبئ، ص: ١٥ تا ١٨، کلمۃ الحق في الاحتفال بمولد سید الخلق للشیخ عبد اللہ آل محمود آف قطر، ص: ٢٨ تا ٣٢۔

﴿اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾

”اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے“۔

اگر ذِکر و شکرِ نعمت کا صحیح طریقہ اختیار کیا جائے، سننِ رسول اللہ ﷺ کو اپنایا جائے، تو پھر یہ ہر مسلمان ہر روز کرتا ہے، نہ کہ سال میں صرف ایک دن۔ فَلْيَتَدَبَّرْ.

۴ اعتراض:

عیدِ میلاد کے جواز کی دلیل کے طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کا حکم بھی فرمایا تھا۔ اور چونکہ یہ دِن مبارک تھا، اس دن کو یہودی بھی روزہ رکھا کرتے تھے، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دلائی تھی۔ اور ہمیں بالاولیٰ چاہیئے کہ نبی ﷺ کی ولادت کے بابرکت دن کا روزہ رکھیں۔

۴ جواب:

اندازہ فرمائیں کہ کتنی ٹیڑھی سوچ ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے تو روزہ رکھا، اور اس کا حکم فرمایا۔ مگر آج کے میلادیئے روزہ رکھنے کی بجائے دسترخوان سجاتے، سبیلیں لگاتے، قوّالیاں سنتے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ.

آپ ﷺ نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا، مگر اپنے یومِ ولادت کے بارے میں آپ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں تو ہمیں آپ ﷺ کی اتباع کرنی چاہیئے نہ کہ اپنی طرف سے ابتداع، نہ روزہ کی شکل میں اور نہ ہی لہو و لعب کے انداز میں۔

اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یومِ عاشوراء کا روزہ تو قریش پہلے ہی رکھا کرتے تھے، اور ممکن ہے کسی سابقہ شریعت سے انہوں نے اس کا حکم لیا ہو۔ جیسے حُرمت والے چار مہینوں کا احترام کرنا اور حج کرنا وغیرہ ہیں۔ اور عہدِ جاہلیت میں لوگوں کے روزہ رکھنے کا ثبوت صحیح بخاری (۴/ ۲۴۴

مع الفتح) اور صحیح مسلم (۷/ ۵ مع النووی) میں موجود ہے۔ اور جس حدیث میں مذکور ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے اور یہودیوں کو روزہ رکھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسا روزہ ہے؟ اور انہوں نے نجاتِ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بتایا اور کہا: ہم اسی کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے ہیں، تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ "میں موسیٰ علیہ السلام پر تم سے زیادہ حقدار ہوں"۔ لہٰذا آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔ تو اس کے بارے میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

" نبیٔ اکرم ﷺ نے (یہود سے سن کر) اس روزے کی ابتداء نہیں کی، بلکہ صحاح وسنن میں مذکورہ صحیح حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ: "عہدِ جاہلیّت میں بھی قریش روزہ رکھا کرتے تھے"۔

اور امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہو سکتا ہے قریش دینِ ابراہیم علیہ السلام کے کسی حکم پر روزہ رکھتے ہوں۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ کا روزہ رکھنا موافقتِ دینِ ابراہیم علیہ السلام کے سبب ہو، جیسا کہ حج کا معاملہ ہے۔ اور پھر جب یہود کو روزہ رکھتے دیکھا تو ان کی تالیفِ قلب کے لئے بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم فرمایا ہو، اور اس میں بھی کوئی امر مانع نہیں کہ فریقین ایک ہی دن کا روزہ دو الگ الگ اسباب کی بنا پر رکھتے ہوں۔[۲۶]

۵ اعتراض:

بعض قائلینِ میلاد تو اس حد تک جسارت کر جاتے اور کہہ دیتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنے یومِ ولادت پر ایک مینڈھا بطورِ عقیقہ ذبح کیا کرتے تھے، تو ہم لوگ کیوں نہ عید میلاد منائیں۔

۵ جواب:

سب سے پہلے تو عقیقہ کا معنی سمجھ لیں۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

[۲۶] تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری شرح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر ۴/ ۲۴۸، طبع دار الافتاء الریاض۔

عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کی طرف سے ذبح کیا جائے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کھانا جو بچے کی ولادت کی خوشی میں پکایا اور کھلایا جائے۔ وہ عقیقہ کہلاتا ہے۔[۲۷]

اور ان کا کہنا ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک سنّت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور تب نہ ہو سکے تو چودھویں دن ہو، یا پھر اکیسویں دن۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔[۲۸]

اور جو شخص بالغ ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو، اس میں اختلاف ہے کہ وہ اپنی طرف سے عقیقہ کرے یا نہیں؟

بہر حال اگر جواز والوں کی بات ہی لے لی جائے تو عمر میں ایک مرتبہ عقیقہ کرنا ہو گا اور پھر ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا، چہ جائیکہ ہر سال عقیقہ کیا جائے، اور کسی قطعی طریق سے ہرگز ثابت نہیں کہ نبوّت ملنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بھی عقیقہ کیا ہو۔ کہاں ہر سال عقیقہ کا دعویٰ۔

اور جس روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت ملنے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”یہ مسند بزار کی روایت صحیح ثابت نہیں ہے۔ اور خود امام بزار کا کہنا ہے کہ روایت بیان کرنے میں عبد اللہ اکیلا منفرد ہے۔ اور وہ ضعیف ہے“۔

آگے فرماتے ہیں:

> امام عبد الرزّاق، صاحب المصنف کا کہنا ہے کہ محدّثین نے صرف اس روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے عبد اللہ بن محرّر سے روایت لینا ہی ترک کر دیا۔ تو گویا اس روایت کے بیان کرنے نے عبد اللہ بن محرّر کی ثقاہت ہی مٹادی تھی۔ لہٰذا اس سے

---

[۲۷] المغنی امام ابن قدامہ: ۹/ ۴۵۸، طبع الریاض۔
[۲۸] المغنی امام ابن قدامہ: ۹/ ۴۶۱، طبع الریاض۔

کسی قسم کا استدلال کیسے درست ہو سکتا ہو؟[۲۹]

۶ اعتراض:

جبکہ اسی سلسلہ میں ہی اُن کے بعض مُناظر لوگ کہتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ اس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر اسی سے عید میلاد کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

۶ جواب:

عرض یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اُنہی احادیث میں جمعرات کے روزے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ابوداوٗد، ترمذی، نسائی (وصحیح ابن حبان) میں ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کا کوشش کر کے روزہ رکھا کرتے تھے۔ جبکہ نسائی اور ابوداوٗد (وصحیح ابن خزیمہ) میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر بتایا کہ "پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال، اللہ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں، اور میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزے سے ہوں"۔[۳۰]

اور صحیح مسلم و ترمذی میں بھی پیر اور جمعرات کے روزہ کی یہی وجہ بیان ہوئی ہے۔ اور مسلم کی ایک حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ پیر کے روزے کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اسی دن میں پیدا ہوا تھا، اور اسی دن میں مبعوث کیا گیا" یا "مجھ پر وحی نازل کی گئی تھی"۔[۳۱]

ان تمام احادیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ پیر و جمعرات کے روزے کا اصل سبب اعمال کا پیش کیا جانا ہے۔ اور اضافی سبب (صرف پیر کے روزہ کے لیے) یہ

---

[۲۹] راجع: فتح الباری: ۱۲/۱۲۔
[۳۰] فتح الباری: ۴/۲۳۶۔
[۳۱] ریاض الصالحین، ص: ۴۸۸ تا ۴۸۹، مراجعہ الأرناؤوط، طبع دمشق (شام)۔

بھی تھا کہ آپ ﷺ اسی دن پیدا ہوئے تھے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کا روزہ رکھنا محض ولادت کی وجہ سے ہوتا تو آپ ﷺ صرف پیر کا روزہ رکھتے، جمعرات کا نہ رکھتے۔ پھر پیر کا روزہ بھی سال میں ایک مرتبہ رکھتے جو آپ ﷺ کی تاریخِ ولادت کے موافق ہوتا، ہر ہفتہ میں نہ رکھتے۔ کیونکہ کسی واقعہ کی یاد سال میں ایک مرتبہ ہی منائی جاتی ہے، نہ کہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اعمال کے اللہ کے سامنے پیش کیے جانے کی وجہ سے تھا۔ اور اگر کوئی حُبِّ رسول کا دم بھرنے والا ہے تو وہ ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرے، جو کہ سنّتِ رسول ہے، نہ کہ بدعات کا ارتکاب کرے۔ اور بدعات کے جواز کے لیے احادیث کا مفہوم توڑ موڑ کر بیان کرتا پھرے۔ اور روزے کی بجائے اَکل و شرب کی محفلوں کی طرف دعوت دیتا پھرے۔

اور نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ہرگز ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ربیع الاوّل (۹ یا ۱۲) کا روزہ بھی رکھا ہو جو کہ آپ ﷺ کا یومِ ولادت ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص ہر سال اس دن کا روزہ اس نیّت سے رکھے تو یہ گویا نبی ﷺ سے پیش قدمی، شریعت سازی اور نعوذُ باللہ نبی ﷺ کو شریعت آموزی ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہِ۔

۷ اعتراض:

ان کی ساتویں دلیل یہ ہوتی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں تریسٹھ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے ذبح کئے تھے۔ بعض لوگ بڑی دور کی کوڑی لاتے اور اس سے عجیب نتیجہ نکالتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا تریسٹھ اونٹ ذبح کرنا اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سال کے بدلے میں بطورِ عید میلاد ایک اونٹ ذبح فرمایا۔

۷ جواب:

بدعت ساز اور بدعت نواز لوگ پہلے ایک چیز ایجاد کرتے ہیں اور پھر اسے ثابت کرنے کے

لئے نصوص کا آپریشن کر کے انہیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ جبکہ در حقیقت ان کی اس دلیل اور دلیل دینے والے میں کوئی ربط و تعلق نہیں، کیونکہ:

① معروف بات ہے کہ آپ ﷺ نے وہ اونٹ دس ذوالحجہ کو ذبح کئے تھے۔ جو کہ بارھواں مہینہ تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کی ولادت ربیع الاوّل (۹ یا ۱۲) کو ہے جو کہ اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ لہٰذا ان قربانیوں اور عیدِ میلاد میں کیا مناسبت ہے؟

② اگر ان قربانیوں سے عیدِ میلاد کا جواز ثابت بھی کرنا ہو تو پھر عیدِ میلاد بھی دس ذوالحجہ کو ہی ہونی چاہیئے، نہ کہ ربیع الاوّل میں۔

③ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ کی قربانی دی تھی۔ ان میں سے تریسٹھ (۶۳) اونٹ تو آپ ﷺ اپنے ساتھ مدینہ منورہ سے لائے تھے اور سینتیس (۳۷) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے۔ اور شرح مسلم نووی (۸/ ۱۹۲) میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے بقول: ”آپ ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) اونٹ اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمائے جو آپ ﷺ اپنے ساتھ لائے تھے“۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں مذکور ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ سینتیس (۳۷) اونٹ ذبح کرنے کے لئے دیئے گئے، جنہیں وہ یمن سے آپ ﷺ کے لئے لائے تھے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے تریسٹھ (۶۳) اونٹ ذبح کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ سوال ہی لایعنی ہے۔ بات صرف اتنی ہے جو اوپر ذکر ہوئی۔

④ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کا تریسٹھ (۶۳) اونٹ ذبح کرنا تو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عمر شریف کے تریسٹھ (۶۳) سال پورے ہو گئے ہیں اور زیست کی انتہا ہو گئی ہے۔ اور واقعی حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی طرف اشارے بھی ہو گئے کہ اس حیاتِ مستعار کے خاتمے اور اس جہانِ فانی سے کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مثلاً:

یومِ عرفہ میں آیت: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ...﴾ کا نزول، ایامِ تشریق میں سورۃ الفتح کا نزول، آپ ﷺ کا بار بار خطبات ارشاد فرمانا، اور خطبات میں اشارہ کرنا کہ شاید اس سال کے بعد ہم یہاں اکٹھے نہ ہو سکیں، وغیرہ۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ اگر تریسٹھ سال کا عدد کسی بات کی دلیل ہے تو وہ صرف اس کی کہ تریسٹھ سال کی عمر مکمل ہوگئی ہے۔ اب ان سالوں میں کسی سال کا اضافہ نہیں ہوگا۔ نہ کہ یہ ابتدائے میلاد کی علامت تھا۔ کہاں ابتداء اور کہاں انتہاء؟

۸ اعتراض:

عیدِ میلاد کا جواز ثابت کرنے کے لئے امام سیوطی (اَلْمَعْرُوْفُ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ بِحَاطِبِ اللَّيْلِ يَعْنِي يَجْمَعُ بَيْنَ الشَّيْئِ وَ ضِدِّهٖ) نے الحاوی فی الفتاویٰ میں ایک تاریخی روایت بیان کی ہے کہ:

خواب میں کسی (عباس بن عبد المطلب) کو ابو لہب خائب و خاسر ملا اور اس نے بتایا کہ مجھے عذاب ہوتا رہتا ہے سوائے اس کے کہ ہر پیر کی رات کو، اُس دن عذاب میں کچھ تخفیف ہوتی ہے۔ اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے چند قطرے پانی بھی چوسنے کو ملتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جب میری کنیز ثویبہ نے مجھے محمد ﷺ کی ولادت کی خبر دی تھی تو میں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور پھر اسی نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

۸ جواب:

یہ قصہ اور اس سے جوازِ میلاد کی دلیل لینا کئی طرح سے غلط ہے۔ مثلاً:

① اس بات پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع ہے کہ کسی نبی کے خواب کے سِوا (کہ نبیوں کا خواب وحی و حق ہوتا ہے) کسی دوسرے کا خواب کوئی شرعی حیثیّت نہیں رکھتا۔

② یہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں یا کوئی اور ہے؟ اور پھر ان سے جس نے روایت بیان کی ہے، انہوں نے بالواسطہ بیان کی ہے۔ لہٰذا یہ روایت مُرسل ہوئی، جس سے مسائلِ عقائد کے

بارے میں استدلال صحیح نہیں۔[۳۲]

③ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زمانہ قبل از اسلام میں یہ خواب دیکھا ہو اور کفر کی حالت میں دیکھے گئے خواب کہاں حجّت ہوں گے۔ جبکہ مؤمن و متقی کا خواب بھی حجّتِ شرعی نہیں ہوتا، سوائے انبیاء علیہم السلام کے خواب کے۔

④ اکثر اہلِ علم کا خیال ہے کہ کافر اگر کفر پر ہی مر جائے تو اسے اس کے کسی عمل کا ثواب نہیں ملتا۔ اور یہی صحیح بھی ہے۔ کیونکہ سورۂ فرقان آیت ۲۳ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾

”اور ہم ان (کفّار) کے اُن اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے (دُنیا میں) کیئے تھے۔ تو اُن (اعمال) کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دیں گے“۔

اور سورۂ کہف آیت ۱۰۵ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾

”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کر دیا، اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ پس اس لیے ان کے سارے اعمال (کفر کی وجہ سے) ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے“۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں فرمانِ الٰہی سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی حالتِ کفر پر مر جائے تو اس کے کسی عمل کا ثواب اسے نہیں ملتا۔ اور حدیث میں بھی ہے کہ:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ عبد اللہ بن جدعان جو ہر حج کے موقعہ پر ایک ہزار (۱۰۰۰) اونٹ ذبح کیا کرتا تھا، اور ایک ہزار آدمیوں کو حُلّے پہنایا کرتا تھا، اور

[۳۲] جبکہ علماء کے صحیح تر قول کے مطابق مُرسل روایت صرف عقائد ہی میں نہیں بلکہ احکام میں بھی قابلِ حجّت نہیں ہوتی۔

جس کے گھر میں حلف الفضول کا معاہدہ طے ہوا تھا (جس میں نبی ﷺ بھی شامل تھے)، کیا اسے یہ چیزیں فائدہ پہنچائیں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! کیونکہ اس نے عمر بھر کبھی یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! قیامت کے روز میرے گناہوں کو بخش دینا“۔ [۳۳]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابو لہب کے خواب کی کوئی قیمت نہیں، نہ اس سے استدلال صحیح ہے۔

⑤ ابو لہب کی خوشی ایک طبعی امر تھا (کہ وہ چچا تھا) نہ کہ اس کی خوشی کوئی تعبّدی نقطۂ نظر سے تھی۔ اور جب کوئی خوشی اللہ کے لیے نہ ہو بلکہ اپنے یا کسی قریبی کے یہاں بچے کی پیدائش پر فطری و طبعی خوشی ہو تو اس پر ثواب نہیں ہوتا۔ اس بات سے بھی اس روایت کا ضعیف و کمزور اور جھوٹا ہونا واضح ہوتا ہے۔

⑥ مؤمن تو اپنے نبی ﷺ کے وجود سے ہر وقت خوش رہتا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے سال میں ایک مرتبہ اظہارِ خوشی کا موقع (میلاد) ایجاد کرنا، کسی طرح بھی لائق نہیں ہے۔

المختصر، خرافیوں کے ان اور ایسے ہی دیگر بودے، بے جان اور بے سروپا دلائل، ان کی دور از کار تاویلوں، چابکدستیوں اور عیّاریوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔

إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو عدنان محمد منیر نواب الدین

ترجمان المحکمۃ الکبریٰ، الخبر ۳۱۹۵۲، (سعودی عرب)

[۳۳] بحوالہ الانصاف للجزائری، ص: ۴۱۔

کتابیات

نمبر شمار	کتاب
۱	قرآن مجید
۲	تفسیر ابن کثیر
۳	طبقات ابن سعد
۴	دلائل النبوّة، بیہقی
۵	فقہ السیرة، علّامہ محمد الغزالی، بتحقیق علّامہ البانی
۶	سنن ترمذی
۷	تحفة الاحوذی شرح ترمذی، علّامہ عبد الرحمٰن مبارکپوری
۸	زاد المعاد، علّامہ ابن قیم، بتحقیق الارناؤوط
۹	سیرت النبی ﷺ، علّامہ شبلی نعمانی
۱۰	رحمۃٌ للعالمین ﷺ، علّامہ قاضی سلیمان منصورپوری
۱۱	مجمع الزوائد، امام ہیثمی
۱۲	الفتح الربانی شرح وترتیب مسند احمد الشیبانی، علّامہ احمد عبد الرحمٰن البنّاء
۱۳	البدایہ والنہایہ، امام ابن کثیر
۱۴	محمد ﷺ القدوة الکاملہ، وزارتِ امورِ اسلامیہ، دبئی
۱۵	حدائق الانوار، ادارہ امور دینیہ، قطر
۱۶	تفسیر امام قرطبی (الجامع لاحکام القرآن)
۱۷	الانصاف فیما قیل فی المولد من الغلووالاجاف، ابو بکر جابر جزائری
۱۸	الترغیب والترہیب للمنذری، بتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید

نمبر شمار	کتاب
۱۹	مشکوٰۃ، بتحقیق علّامہ البانی
۲۰	المرعاۃ شرح المشکوٰۃ، علّامہ عبید اللہ رحمانی
۲۱	صحیح ابی داوٗد، للالبانی
۲۲	صحیح الترمذی، للالبانی
۲۳	سنن ابن ماجہ، بتحقیق محمد فؤاد عبد الباقی
۲۴	موارد الظمآن بزوائد صحیح ابن حبان، امام ہیثمی، بتحقیق محمد عبد الرزاق حمزہ
۲۵	مستدرک حاکم
۲۶	مسند احمد
۲۷	صحیح الجامع الصغیر، للابانی
۲۸	سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، للالبانی
۲۹	کلمۃ الحق فی الاحتفال بمولد سید الخلق، شیخ عبد اللہ بن زید آل محمود، قطر
۳۰	فتاویٰ المنار، علّامہ رشید رضا، مصری
۳۱	الاعتصام للشاطبی
۳۲	علم اصول الفقہ، شیخ عبد الوہاب خلاف
۳۳	ارشاد العقول فی بدعۃ الاحتفال بمولد الرسول ﷺ، مرکز الدعوۃ، دبئ
۳۴	فتح الباری شرح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی، طبع دار الإفتاء
۳۵	ریاض الصالحین، امام نووی، مراجعۃ الارناؤوط
۳۶	مغنی، امام ابن قدامہ المقدسی

مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں

مطبوعہ کتب:

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخِ طباعت
۱	آئینۂ نبوت (سیرت النبیؐ ایک اچھوتے انداز میں)	۵۱	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۲	رمضان المبارک روحانی تربیت کا مہینہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۳	توحید: شکوک و شبہات کا ازالہ	۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ علی الباقرین شارجہ۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴	مسنون ذکرِ الٰہی (مختصر)	۵۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۵	مسنون ذکرِ الٰہی (مفصّل)	۴۶۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۶	مناسک الحج والعمرہ (پاکٹ سائز)	۳۰۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع اول ۱۹۸۱ء
۷	درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ شیخ الکندی شارجہ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۸	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)	۳۲	صدیقی ٹرسٹ کراچی	طبع اول ۱۹۸۰ء
۹	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو۔ انگلش)	۳۲	ابیرڈین یونیورسٹی (برطانیہ) مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۸۱ء طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۱۰	انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت۔ صدیقی ٹرسٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۱	مقامِ سنت اور فتنۂ انکارِ حدیث	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۲	تین اہم اصولِ دین مع مختصر نماز	۵۸	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع اول ۱۹۸۳ء
۱۳	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	۶۴	دار الافتاء والمکاتب التعاونیہ وغیرہ	۲۰۰۴ء تک دس ایڈیشن
۱۴	قبولیتِ عمل کی شرائط	۴۰۸	مکتبہ کتاب و سنت و جامعہ سلفیہ بنارس	طبع چہارم ۲۰۰۳ء
۱۵	دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۶	سیرتِ امام الانبیاء ﷺ	۶۱۴	مکتبہ کتاب و سنت۔ مکتبہ ابن تیمیہ، قطر	طبع سوم ۲۰۰۴ء
۱۷	شراب اور دیگر منشیات	۳۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۸	مختصر مسائل واحکامِ طہارت و نماز	۲۸	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲ء
۱۹	فقہ الصلوٰۃ (جلد اول)	۷۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۰ء

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۲۰	فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)	۸۲۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۹ء
۲۱	سوئے حرم (حج و عمرہ اور قربانی)	۳۶۶	مکتبہ کتاب و سنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع سوم ۲۰۰۳ء دہلی، انڈیا
۲۲	زیارتِ مدینہ منورہ (آداب و احکام)	۳۱	مکتبہ کتاب سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، صدر دفتر امورِ مسجدِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۲۳	صحیح تاریخِ ولادت مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور عید میلاد، یوم وفات پر؟	۳۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۲۴	نماز و روزہ کی نیّت (مراجعہ و تہذیب)	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۵	جہادِ اسلامی کی حقیقت (مراجعہ و تہذیب)	۱۸۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۲۶	سود و رشوت (مراجعہ و تہذیب)	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۷	زناکاری و فحاشی (مراجعہ و تہذیب)	۲۰۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۸	مختصر مسائل و احکام رمضان و روزہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۹	مختصر مسائل حج و عمرہ اور قربانی و عیدین	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۳۰	گلدستۂ نصیحت سے پچاس (۵۰) پھول	۴۴	الشیخ عبد العزیز المقبل	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۳۱	مساجد و مقابر اور مقاماتِ نماز	۱۶۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۲	احکام و آدابِ مساجد	۲۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۳	نماز کیلئے مرد و زن کا لباس	۱۴۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۳ء
۳۴	لواطت و اغلام بازی	۱۲۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۵	انسدادِ زنا و لواطت کے لیے اسلام کی تدابیر	۱۶۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۶	حجِ مسنون (شارجہ ٹیلیویژن پروگرام)	۱۴۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۷	آمین۔ معنٰی و مفہوم مقتدی کے لیے حکم	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۸	رفع الیدین قائلین و فاعلین کے دلائل	۱۱۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۹	درود شریف۔ فضائل و احکام	۱۹۲	نورِ اسلام اکیڈمی، لاہور	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۴۰	ظہورِ امام مہدی	۲۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۱	مسائلِ قربانی و عیدین	۲۸۳	مکتبہ کتاب و سنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع دوم ۲۰۰۳ء انڈیا
۴۲	شراب سے علاج؟	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۳	تعویذ گنڈوں اور جنات و جادو کا علاج	۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۴۴	نماز پنج گانہ کی رکعتیں مع وتر و تہجد و جمعہ	۱۲۵	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخِ طباعت
۴۵	تمباکو نوشی	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۶	دخولِ جنت کے تیس اسباب وذرائع	۳۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۷	امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ضرورتِ جہاد	۱۲۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۴۸	اسیرانِ جہاد اور مسئلہ غلامی	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۲ء
۴۹	انسانی جان کی قیمت اور فلسفۂ جہاد	۹۵	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۱ء
۵۰	وجوبِ نقاب (چہرے کا پردہ)	۱۶۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۲ء
۵۱	مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل ووضو	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۲	نماز کے مفسدات ومکروہات ومباحات	۷۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۳	ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید بلیکیشنز بنگلور، مکتبہ ابن حجر بھٹکل	۲۰۰۳ء
۵۴	غیر مسلموں سے تعلقات اور جھوٹے کھانے پینے کا حکم	۱۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۴ء
۵۵	رکوع والے کی رکعت؟	۳۰	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۶	رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۷	جمعۃ المبارک: فضائل ومسائل	۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۸	گانا وموسیقی - قرآن وسنت کی نظر میں	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مدرسہ اصلاح المسلمین، بہار، انڈیا	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۹	...اور سگریٹ چھوٹ گئی	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۰	تارکین ومانعین رفع یدین کے دلائل کا جائزہ	۱۵۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۱	بدعاتِ رجب وشعبان	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۲	تارکِ نماز کا انجام	۱۵۶	صراط مستقیم—بر منگھم	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۳	آدابِ دعاء (مقامات، اوقات وغیرہ) (اشتراک)	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۴	نمازِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ (کتاب +VCD)		تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۵	محرّمات (حرام اشیاء وامور)	۱۴۵	تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۶	سالِ نو اور تذکرہ چند بدعات کا	۵۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۶۷	نمازِ تراویح	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۸	عملِ صالح کی پہچان، قبولیتِ عمل کی شرائط (مختصر)	۱۱۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء
۶۹	مچھلی کے پیٹ میں	۱۶۰	مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۷۰	نمازِ جنازہ (مختصر مسائل واحکام)	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۷۱	بدعات اور ان کا تعارف (تہذیب)	۱۲۸	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	
۷۲	مسائلِ اذان و اقامت اور جماعت و امامت	۱۵۹	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۳	فقہ الصلوٰۃ بنام نمازِ نبوی (جلد سوم)	۷۷۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۴	مسائل و احکامِ طہارت		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۵	رمضان المبارک اور احکامِ روزہ (مفصّل)		مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۶	سورۃ فاتحہ، فضیلت، مقتدی کے لیے حکم	۲۴۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	
۷۷	اوقاتِ نمازِ پنج گانہ	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۸	نماز میں عدم پابندی اور تارکِ نماز کا حکم		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۹	نماز میں ہاتھ... کب؟ کہاں؟ کیسے؟	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۰	اندھی تقلید و تعصّب میں تحریف کتاب و سنت	۷۹	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۱	حقوقِ مصطفیٰ اور گستاخِ رسول کی سزا	۳۳۷		
۸۲	الامام العلّامہ ابن باز	۲۲۴	مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	
۸۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد اول		مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۴	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد اول		مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۵	اسلامی تربیتِ اولاد	۲۲۲	مکتبہ کتاب و سنت، مکتبہ ام القریٰ، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۶	دنیوی مصائب و مشکلات (تہذیب و مراجعہ)	۴۳	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۳ء
۸۷	نماز میں کی جانے والی غلطیاں (تہذیب و مراجعہ)	۶۳	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۸	مرد و زن کی نماز میں فرق (تہذیب و مراجعہ)	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۹	استقامت: راہِ دین پر ثابت قدمی (تہذیب و مراجعہ)	۶۴	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۹۰	امامت کا اہل کون؟ (اعداد و تقدیم)	۷۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۱	ارکانِ ایمان (مراجعہ و تقدیم)	۱۰۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۲	ارکانِ اسلام (مراجعہ و تقدیم)	۱۲۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۳	دوہرے اجر کے مستحق لوگ (تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۴	احکام القرآن (اوامر و نواہی) (تہذیب و اضافہ)	۵۶۰	ہند	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۵	جہیز و جوڑے کی رسم (تہذیب)	۶۳	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۶	انسان کا سب سے بڑا دشمن (تہذیب)		ہند	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۷	تلاشِ حق کا سفر، تالیف: محمد رحمت اللہ خان (تہذیب)		ابو حنیفہ اکیڈمی	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۹۸	خوشگوار زندگی کے بارہ اصول (تقدیم)	۴۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ء
۹۹	معوذتین: فضائل و تفسیر (مراجعہ و تہذیب)	۷۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ء
۱۰۰	جنتی عورت (تہذیب و تقدیم)	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ء
۱۰۱	قرآنی گرامر کی مختصر، ضروری اور آسان ورک بک (تہذیب)			۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء
۱۰۲	گھریلو ماحول کی اصلاح کیلئے ۴۰ نصیحتیں (مراجعہ و تقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ - ۲۰۱۱ء
۱۰۳	سفر آخرت، حسنِ خاتمہ و سوءِ خاتمہ (مراجعہ و تقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ - ۲۰۱۱ء
۱۰۴	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد اول) ام عدنان قمر (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء
۱۰۵	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد دوم) ام عدنان قمر (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء
۱۰۶	زاد المبلغات (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء
۱۰۷	سفینۂ نجات (تہذیب و اضافہ)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء
۱۰۸	انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟ (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ - ۲۰۱۹ء
۱۰۹	بیماریوں کا علاج (قرآن و سنت کی دعاؤں سے) (تہذیب و اضافہ)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

مسوّدات:

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۱	پچاس (۵۰) سوال و فتاویٰ احکامِ حیض	الشیخ محمد بن صالح العثیمین
۲	ممنوعات (ناجائز امور)	الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر
۳	فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)	
۴	احکام زکوٰۃ و صدقات	
۵	چند اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال	
۶	مقالاتِ قمر (جلد اول)	
۷	مقالاتِ قمر (جلد دوم)	
۸	الامام المحدّث الالبانیؒ	

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۹	تفسیر سورۂ حجرات	
۱۰	حرمین شریفین (حدود، آداب، فضائل، تاریخ)	
۱۱	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد دوم	
۱۲	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد سوم	
۱۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد چہارم	
۱۴	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد پنجم	
۱۵	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد دوم	
۱۶	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد سوم	
۱۷	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد چہارم	
۱۸	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد پنجم	
۱۹	چند نفلی نمازیں اور سجدے	
۲۰	تفسیر آیات الاحکام (دو جلدیں)	
۲۱	الادعیہ والاذکار فی اللیل والنہار (عربی)	
۲۲	صحیح فضائلِ اعمال (قرآن کریم اور صحیح بخاری و مسلم کی روشنی میں)	
۲۳	اسلام: ناتواں علماء اور نادان عوام کے مابین	
۲۴	تبلیغی نصاب کے ناشر اور دیوبندیت کے مؤلف کی توبہ	
۲۵	فضائلِ اعمال پر ایک نظر، مہندس فصیح الدین قریشی	
۲۶	ایک کھلا خط - تحریر: محمد رحمت اللہ خان	
۲۷	(کھلا خط تمام مسلمانوں کے نام)، سید محمد صبغت اللہ امجد	
۲۸	تبلیغی نصاب: تجزیہ و تبصرہ	
۲۹	گلدستۂ آداب کے چند پھول	